سوال

(08) لڑکے اورنابینا کے پیچھے نماز پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء دین ومفتیان شرعِ متین فرمائیں کہ نابینا اور لڑکے کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نابینا کی امامت شرعا درست ہے:

(ماہرین) فہم وذکا پر مخفی نہیں کہ اندھا ہونا قدرتی عیب ہے نہ کہ کوئی ایسا شرعی عیب، جس سے اندھا قابل ملامت ہو کیونکہ شرع میں اس عیب پر ملامت ہوتی ہے جو کسب سے ہو اور یہ عیب کسبی نہیں ہے۔ کما لا یخفی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَها ما كَسَبَت وَعَلَيها مَا اكتَسَبَت ... ٢٨٦ سورة البقرة

"اس کے لئے ہے جو وہ نیکی کرے اور اس پر ہے جو وہ برائی کرے۔"

پس اندھا ہونا کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے نماز میں کسی قسم کا نقصان ہو کہ اندھا قابل امامت نہ ہو اور نہ فسق ہے کہ اس کے پیچھے نماز ذاتا یا وصفا ناقص ہو۔ تو جب تک کوئی دلیل شرعی اس پر قائم نہ ہو کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کی امامت کی کراہت کا حکم لگانا صحیح نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ اس کی امامت کو مکروہ کہیں ان کو شرعی دلیل لانی چاہیے، ورنہ وہ دوسرے مسلمانوں کی مثل ہوگا اور جیسے بصیر مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے اس کے پیچھے بھی درست ہے، مکروہ کہنے والوں کی دلیل، اس کا مذہب اور اس کی کیفیت بھی حسنا وقبحا ان شاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا۔ اور اگر ان باتوں سے قطع نظر بھی کریں تو اندھے کی امامت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور محققین کے اقوال بھی اسی کے موافق ہیں۔ احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

1) عن انس رضی اللہ عنہ قال استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم یؤم الناس وہو اعمی ۔ رواہ ابوداود وکذا فی المشکاۃ۔ ([1])

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے جو کہ لوگوں کی امامت کرواتے تھے اور

وہ نابینا تھے۔ (ابوداؤد، مشکاۃ)

2) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکاۃ میں فرماتے ہیں کہ ایسا اتفاق تیرہ 13 مرتبہ ہوا حالانکہ اور جلیل القدر صحابہ بھی موجود ہوا کرتے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت علی گفتہ اند کہ: آن سیزدہ بار بود یک بار ازاں وقتیکہ بغزوہ تبوک رفت باآنکہ امیر المومنین علی در مدینہ بود و خلیفہ بود بر اہل و عیال و باعث پر استخلاف ابن ام مکتوم برائے امامت ہمیں بود تا علی اشتغال بامر امامت مانع از قیام بحفظ اہل و عیال نیابد۔ ([2])

"کہ یہ واقعہ تیرہ دفعہ پیش آیا ایک مرتبہ جب وہ غزوہ تبوک پر گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں موجود تھے اور خلیفہ بھی تھے اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی جانشینی کا یہی سبب تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل و عیال کی نگہداشت سے یہ امر مانع نہ ہو (اشعۃ اللمعات)

اور جیسا کہ منتقی الاخبار 1/626 میں ہے:

3) وعن محمود بن الربیع عن عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کان یؤم قومہ وہو اعمی ... الحدیث (رواہ البخاری والنسائی، نیل الاوطار 4/171)

"محمود بن الربیع سے مروی ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے اور وہ نابینا تھے۔"

4) ابواسحاق مروزی اور امام غزالی نے تو کہا ہے کہ نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ کچھ نظر نہ آنے کے باعث اس کا خیال منتشر نہیں ہوتا اور نماز میں خوب دل لگتا ہے، جیسا کہ نیل الاوطار میں مذکور ہے:

(وقد صرح ابواسحاق المروزی والغزالی بان امامۃ الاعمی افضل من امامۃ البصیر لانہ اکثر خشوعا عن البصیر لما فی البصیر من شغل القلب بالمبصرات) (نیل 4/171، النہایہ 2/394)

"ابواسحاق مروزی اور امام غزالی نے وضاحت کی ہے کہ نابینا شخص کی امامت بینا سے افضل ہے کیونکہ وہ بصیر سے زیادہ خشوع والا ہوتا ہے بسبب اس کے کہ بینا کا دل چیزوں کے دیکھنے میں مشغول نہیں ہوتا۔"

فقہ حنفی سے دلیل:

اور فقہ حنفی میں بھی حدیث کے موافق روایات منقول ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں ہے:

و در روایات فقہیہ در مذہب ما نیز آمدہ است کہ اگر اعمی مقتدا قومی باشد جائز است امامت وے و بعض گفتہ اند کہ اعلم باشد پس وے اولی است۔ کذا فی شرح الکنز نقلا عن المبسوط، و ھم جنیں ست در کتاب اشباہ و نظایر: 2/156، انتہی۔

"ہمارے مذہب کی فقہی روایات سے منقول ہے کہ اگر نابینا امام ہو تو جائز ہے۔ اور بعض کہتے ہیں اگر وہ زیادہ صاحب علم ہو تو امامت میں اولی و مقدم ہے۔ شرح الکنز (حاشیہ 32) بحوالہ المبسوط۔ اس طرح اور کتابوں میں بھی اس کے اشباہ و نظائر پائے جاتے ہیں۔"

البتہ یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے: (1/124)

والاعمی لانہ لا یتوقی النجاسۃ

"(اس لئے کہ) اندھا نجاست سے نہیں بچتا۔"

اصحابِ بصیرت ذرا غور کریں کہ کیسی دلیل ہے۔ اول تو یہ قاعدہ کلیہ کہ "نجاست سے نہیں بچتا" مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے کوئی شخص اسے ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر مان بھی لیا جائے تو علت، نجاست سے بچنا ہے۔ اندھا بذاتہ علت نہیں۔ سو مطلقاً یہ حکم لگانا کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ کیونکر صحیح ہوگا۔ جس سے یہ عقیدہ فاسد عوام میں راسخ ہوگیا کہ اندھا ہونا خود ایسا عیب ہے جس سے نماز مکروہ ہوتی ہے بلکہ یہ حکم لگانا چاہیے کہ: جو نجاست سے نہ بچے خواہ اندھا ہو خواہ نابینا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ ([3])

بھلا اے مسلمانو! آپ کا ایمان چاہتا ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا ہو اس کی امامت کو ایسے ویسے خیالات موہومہ سے مکروہ جان لو اور حدیث کا مقابلہ خیالات وہمیہ سے کرو؟

لڑکے کی امامت:

لڑکا جب ہوشیار قرآن پڑھا ہوا ہو تو اس کی امامت صحیح حدیث سے ثابت ہے:

(عن عمرو بن سلمة عن ابیہ فی الحدیث الطویل: فقدمونی وأنا غلام فکنت أؤمهم وعلی شملة لی-قال-فما شهدت مجمعا من جرم إلا کنت إمامهم ... الحدیث) (رواه ابوداؤد 1/395)

"ایک طویل حدیث میں حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے مجھے امامت کے لئے آگے بڑھا دیا جبکہ میں ایک لڑکا تھا اور میں تہہ بند پہنے ہوئے تھا پھر میں جب کبھی جرم قبیلہ کے مجمع میں ہوتا تو میں ہی ان کا امام ہوتا۔ (ابوداؤد)

اور (لڑکے کی امامت کی) مخالفت میں کوئی شرعی دلیل موجود نہیں، من ادعی فعلیہ البیان/ وقد نمقہ المحصین محمد یٰسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی عفی عنہ

اسمائے گرامی مؤیدین علماء کرام:

جواب ھذا صحیح ہے، قدرتی نابینا ہونے کو عیب جاننا، خود علم سے نابینا ہونا ہے۔ حسبنا اللہ بس حفیظ۔

محمد یوسف 1303ھ فیروزپوری

محمد طاہر 1304ھ سلہٹی

سید محمد عبدالسلام غفرلہ 1299ھ

محمد عبدالحمید 1292ھ

ابو محمد عبدالحق لودیانوی 1305ھ

دونوں سوالوں کا جواب نہایت درست ہے اور اس کی مخالفت معیوب اور ناقابل اعتبار ہے۔ خصوصا نابالغ لڑکے کو فرض، نفل، جیسے تراویح، میں امام بنانا صحیح و درست ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ صحابی صغیر السن چھ، سات برس کے تھے، قرآن کریم خوب جانتے تھے اور امامت کرواتے تھے۔ کذا فی البخاري وغیرہ من کتب الحدیث، فقط واللہ اعلم

حررہ العاجزابو محمد عبدالوہاب الفنجابی الجھنکوی ثم الملتانی نزیل الدلی۔ خادم شریعت رسول الاداب ابو عبدالوھاب 1300

اصاب من اجاب۔ محمد حسن خانصاب خورجوی

---

[1] نیل الاوطار 4/171، معجم کبیر طبرانی 11/183، مسند احمد 1/192، ابوداؤد 595 حدیث، ابن حبان 3/441، تلخیص الجبیر 2-34، مشکوۃ البانی 1/350)

[2] اشعۃ اللمعات للشیخ عبدالحق دہلوی 2/426

[3] نابینا کی امامت کے متعلق علماء دیوبند کا موقف، کراہت وعدم کراہت دونوں طرح سے "فتاویٰ دارالعلوم" میں منقول ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو:

سوال: نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نجاست سے محفوظ رہتا ہے اور مسائل نماز سے واقف ہے تو اس کی امامت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم 3/101)

مزید۔ اندھے وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور بہتر نہیں ہے، لیکن اگر اندھا مسائل نماز سے واقف اور محتاط ہے تو پھر کچھ کراہت نہیں ہے، چنانچہ ایک صحابی ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے ان کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مقرر فرمایا تھا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم 3/169)

اور تحریر کیا ہے کہ:

امامت کے لئے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز جانتا ہو اور صالح و متقی ہو اندھا ہونے سے کچھ حرج نہیں جب کہ وہ نیک اور محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو پس اگر وہ امام اندھا مسائل دان ہے اور نیک ہے تو جمعہ کی امامت کے لئے بھی وہی افضل ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم 3/97) (جاوید)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 153

محدث فتویٰ